عہد سلاطین کی تاریخ نویسی

کے فارسی مآخذ کا جائزہ

آغا حسین ہمدانی

سلطان شہاب الدین محمد غوری کی وفات (۶۰۲ھ)[۱] کے بعد اسکے جانشین سلطان غیاث الدین محمود (۶۰۲-۶۰۷ھ) نے قطب الدین ایبک کو سلطان کا لقب دے کر اسکی خود مختاری کو تسلیم کرلیا[۲] اور اس طرح برصغیر پاک و ہند میں ایک عظیم اور خود مختار اسلامی سلطنت کی بنیاد پڑی جو آئندہ کئی صدیوں تک قائم رہی- وہ تمام سلاطین جو سلطان قطب الدین ایبک (۶۰۲ھ) سے ظہیر الدین بابر (۹۳۲ھ) تک تخت دہلی پر جلوہ افروز رہے- برصغیر کی تاریخ میں سلاطین دهلی اور انکا عهد "عهد سلطنت" یا "عهد سلاطین" کے نام سے معروف هے- تین صدیوں پر محیط اس عهد میں پانچ خاندان، خاندان غلاماں یا مملوک (۶۰۲-۶۸۹ھ)، خاندان خلجی (۶۸۹-۷۲۰ھ)، خاندان تغلق (۷۲۰-۸۱۷ھ)، خاندان سادات (۸۱۷-۸۵۵ھ) اور خاندان لودھی (۸۵۵-۹۳۲ھ) برسر اقتدار آئے- اس دور کی تاریخ نویسی کے فارسی مآخذ کے تجزیہ سے پیشتر ہم اسلامی تاریخ نویسی کا ایک اجمالی جائزہ لیتے ہیں-

علمائے تاریخ نے "تاریخ کیا هے" کے متعلق مختلف آرا بیان کی ہیں- تاریخ ایک علم هے جو دنیا کے عظیم انسانوں کی سرگذشت حیات پیش کرتا هے[۳] اور کسی خاص عهد یا ملت کے مخصوص حالات و واقعات کو موضوع بحث قرار دیتا هے[۴]- ایک تاریخ شناس کی یه رائے درست هے که زبانی تاریخ اتنی ہی قدیم هے جتنی که تقریر اور تحریری تاریخ اتنی ہی قدیم هے جتنی که تحریر[۵]۔عهد قدیم کے تاریخ نویسوں میں نمایاں ترین نام یونانی تاریخ نویس هیروڈوٹس کا هے جو "بابائے تاریخ" کہلاتا هے[۶] -

ظہور اسلام کے بعد جب عرب اسلامی جذبے سے سرشار ایک مہذب قوم کی حیثیت سے دنیا میں سرفراز ہوگئے تو تاریخ نویسی کے ایک نئے دور کا

آغاز ہوا- روزنتھال کی رائے میں اسلامی تاریخ نویسی کا عظیم الشان محل قرآن و حدیث کی بنیادوں پر استوار ہے[۷]- چونکہ قرآن مجید میں عاد و ثمود اور نصاریٰ و یہود جیسی قدیم اقوام کے عبرت ناک واقعات کا تواتر سے ذکر ہوا لہٰذا قدرتی طور پر قرون اولیٰ کے مسلمانوں کو ماضی کی تاریخ سے دلچسپی پیدا ہوئی- اسی طرح حضور پاک کی بابرکت ذات سے غیر معمولی عقیدت نے سیرت و مغازی کی روایت کو جنم دیا جو اسلامی تاریخ نویسی کی ابتدائی صورتیں ہیں- اسلامی تاریخ نویسی کا باقاعدہ آغاز نصف صدی ھجری میں ہوا جب اموی خلیفہ حضرت امیر معاویہ (۴۱-۶۰ھ) کے حکم پر عبید بن شریہ الجرھمی نے ایک تاریخی کتاب الملوک و اخبار الماضیین لکھی[۸]- تاہم اسلامی تاریخ نویسی نے ترقی کے مراحل عباسی دور (۱۳۲-۶۵۶ھ) میں طے کئے- اس عہد کے قابل ذکر تاریخ نویس محمد بن عمر واقدی (۲۰۷ھ) مؤلف کتاب المغازی اور تاریخ کبیر؛ ابو الحسن علی مدائنی (۲۱۵ھ) مؤلف فتوح العراق، احمد بن یحیی بلاذری (۲۷۹ھ) مؤلف فتوح البلدان؛ ابو حنیفہ داؤد الدینوری (۲۸۲ھ) مؤلف اخبار الطوال؛ احمد بن ابی یعقوب (۲۸٤ھ) مؤلف تاریخ یعقوبی ھیں جنھوں نے عربی اسلامی تاریخ نویسی میں نئی روح پھونکی اور محمد بن جریر طبری (۳۱۰ھ) مؤلف تاریخ الرسل و الملوک، ابو الحسن علی مسعودی (۳٤٦ھ) مؤلف مروج الذھب و معادن الجواھر اور حمزہ بن الحسن اصفہانی (۳٤٦ھ) مؤلف تاریخ سنی ملوک الارض و الانبیاء جیسے عظیم مؤرخین کے لئے راہ ہموار کی- تیسری اور چوتھی صدی ہجری میں اسلامی تاریخ نویسی کی ترقی و پیش رفت میں نامور ایرانی مؤرخین مدائنی، دینوری، طبری اور حمزہ اصفہانی نے اہم کردار ادا کیا[۹] - ایران میں فارسی تاریخ نویسی کا آغاز سامانی دور (۲۷۹-۳۸۹ھ) میں ھوا جب ابو علی محمد بلعمی (ف۳٦۳ھ) نے تاریخ الرسل والملوک معروف بہ تاریخ

طبری کا فارسی میں ترجمہ کیا- سامانی عہد کے دور انحطاط میں غزنہ میں غزنوی سلطنت (۳۵۱-۵۸۲ھ) اور خراسان میں سلجوقی سلطنت (۴۲۹-۵۵۲ھ) وجود میں آئی- اس عہد کی قابل ذکر فارسی کتب حسب ذیل ہیں- (۱) زین الاخبار یا تاریخ گردیزی[۱۰] (۴۴۰ھ) از ابوسعید عبدالحی گردیزی، (۲) تاریخ آل سبکتگین یا تاریخ بیہقی[۱۱] (۴۵۱ھ) از ابو الفضل بیہقی؛ (۳) مجمل التواریخ و القصص[۱۲] (۵۲۰ھ) و سلجوق نامہ[۱۳] (۵۸۲ھ) از ظہیر الدین نیشاپوری؛ (۴) راحة الصدور و آیة السرور[۱۴] (۵۹۹ھ) از نجم الدین ابوبکر محمد راوندی؛ (۵) تاریخ یمینی[۱۵] (۶۰۲ھ)، از بو نصر عتبی-

قرون وسطی میں تاریخ و تاریخ نویسی کی جو خدمات عرب و عجم کے مسلمانوں نے انجام دیں، دنیا کی دیگر اقوام کو اسکی توفیق نہ ہوسکی- عباسیوں کے دور انحطاط میں جب اسلامی علوم و فنون کا مرکز بتدریج بغداد سے ایران میں منتقل ہوا تو اسلامی تاریخ نویسی کی وہ شمع جو عربوں نے روشن کی تھی، ایرانیوں کے ہاتھوں سے ہوتی ہوئی مسلمانان ہند کے ہاتھ آئی، جنھوں نے فارسی زبان میں بے شمار تاریخیں لکھ کر اس میں مفید اضافے کئے- برصغیر اسلامی عہد (۶۰۲-۱۲۷۴ھ) میں تاریخ نویسی کا عظیم ترین مرکز بن گیا جہاں ایران سے بھی زیادہ فارسی تاریخیں لکھی گئیں حالانکہ ایران میں فارسی تاریخ نویسی کا آغاز تقریباً ڈھائی سو سال قبل ۳۵۶ھ میں ہو چکا تھا- برصغیر میں اسلامی سلطنت کے قیام کے ساتھ ہی صدر الدین محمد بن حسن نظامی نیشاپوری مؤلف تاج المآثر، محمد بن علی کوفی مؤلف چچ نامہ اور منہاج السراج جوزجانی مؤلف طبقات ناصری جیسے دانشوروں نے ایران سے ہجرت[۱۶] کے بعد فارسی میں تاریخ نویسی کا سلسلہ شروع کیا جنکے پیش نظر تاریخ بلعمی، تاریخ گردیزی، تاریخ

بیہقی، مجمل التواریخ و القصص، سلجوق نامه، راحة الصدور اور ترجمہ تاریخ یمینی جیسے قابل قدر نمونے تھے- خوش قسمتی سے برصغیر پاک و ہند میں برسر اقتدار مسلم فرمانروا سلطان شمس الدین التمش (٦٠٧-٦٣٣ھ)[١٧]، سلطان ناصر الدین محمود (٦٤٤-٦٦٤ھ)[١٨]، سلطان ناصر الدین قباچہ، حاکم سندھ[١٩] اور شہزادہ محمد، حاکم ملتان[٢٠] جیسے علم دوست حکمرانوں نے انہیں خوش آمدید کہا اور اسطرح فارسی ادبیات نے عروج حاصل کیا- اگرچہ برصغیر میں اسلامی سلطنت کے قیام (٦٠٢ھ) سے پہلے تاریخی داستانیں تو موجود تھیں لیکن علم تاریخ نویسی کا کوئی وجود نہ تھا- بہرحال یہاں تاریخ نویسی کا آغاز اسلامی سلطنت کے آغاز کے ساتھ ہی ہوا اور اس عہد میں مختلف النوع فارسی تاریخیں لکھی گئیں جن میں اہم ترین اقسام یہ ہیں-

اول عمومی تاریخ عالم میں تاریخ بلعمی و مجمل التواریخ اور طبقات ناصری قابل ذکر ہیں- دوم خصوصی تاریخ میں تاریخ یمینی و تاریخ مسعودی اور تاریخ علائی اہم ہیں- سوم علاقائی تاریخ میں تاریخ سیستان اور چچ نامه معروف ہیں جبکہ چہارم تاریخ منظوم میں فتوح السلاطین کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے- ان فارسی تاریخی شہ پاروں کا تفصیلی جائزہ حسب ذیل ہے:

تاج المآثر

تاج المآثر برصغیر کی فارسی میں سب سے پہلے لکھی جانے والی تاریخ ہے جسکا مصنف صدر الدین محمد بن حسن نظامی[٢١] تھا جو نیشا پور میں پیدا ہوا[٢٢] اور خراسان میں سیاسی ابتری کے باعث ہجرت کرکے دھلی پہنچا جہاں مسلم حکومت کا فرمانروا سلطان قطب الدین ایبک برسر اقتدار تھا جسکے ایما پر حسن نظامی[٢٣] نے (٥٨٧ھ/١١٩١ء) میں یہ کتاب لکھنی شروع

کی اور ۶۱۲ھ / ۱۲۱۵ میں مکمل کرکے سلطان قطب الدین ایبک کے نام معنون کی- اس کتاب میں مصنف نے سلطان شہاب الدین غوری (۵۶۹-۶۰۲ھ)، سلطان قطب الدین ایبک (۶۰۲-۶۰۷ھ) اور سلطان شمس الدین التمش (۶۰۷-۶۳۳ھ) کی حکومت کے پہلے سات سالوں کے حالات قلمبند کئے ہیں- برصغیر میں مسلم حکومت کے قیام سے متعلق یہ بنیادی مآخذ ہے- کتاب کا طرز بیان حد درجہ مرصع و مسجع، تاریخ نویسی کے تقاضوں کے منافی اور عام استعداد کے قارئین کے لئے ناقابل فہم ہے- جس کا ایک قدیم قلمی نسخہ استنبول میں ہے[۲۴] - دیگر قلمی نسخے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی اور آکسفورڈ یونیورسٹی کے کتب خانوں میں محفوظ ہیں[۲۵] -

آداب الحرب و الشجاعه

فخر الدین مبارک شاہ المعروف فخر مدبر نے یہ فارسی تاریخ لکھ کر سلطان شمس الدین کو پیش کی- فخر مدبر غزنہ کے ایک معزز خاندان کا چشم و چراغ تھا[۲۶] - غزنہ پر غز قبیلہ کے حملہ آور ہونے کے بعد فخر مدبر غزنہ کو چھوڑ کر لاہور پہنچا- بدقسمتی سے ۶۰۲ھ میں سلطان محمد غوری سے ملاقات نہ ہوسکی مگر قطب الدین ایبک سے مل کر پذیرائی حاصل کی- اس کتاب سے برصغیر کی مسلم حکومت کے ابتدائی عہد، سلطان قطب الدین ایبک اور سلطان شمس الدین التمش کی جنگی مہارت سے متعلق معلومات ملتی ہیں- فارسی متن احمد سہیلے خوانساری نے ۱۳۴۶ھ میں تہران سے طبع کروایا-[۲۷] -

جوامع الحکایات و لوامع الروایات

مولانا محمد نورالدین عوفی نے جوامع الحکایات و لوامع الروایات لکھ کر سلطان شمس الدین التمش کے وزیر نظام الملک جنیدی کے نام معنون کی- مولانا عوفی سلطان التمش کے عہد کے تاریخ نویس تھے[۲۸] جنھوں

نے اپنی کتاب میں سلطان شمس الدین التمش کی ۱۲۲۷ء میں سلطان ناصر الدین قباچہ کے خلاف مہم جوئی کے واقعات جزوی طور پر بیان کئے ہیں۔ اس کے چار حصے اور چوبیس ابواب ہیں۔ اسکے کچھ حصوں کو مختلف دانشوروں نے طبع کروایا مگر ایران کی ڈاکٹر بانو مصفی کی تدوین کے بعد اس کی مکمل اشاعت تین جلدوں میں ہوئی[۲۹] ۔

طبقات ناصری

معروف مسلمان مورخ منہاج الدین ابو عمر بن سراج الدین جوزجانی[۳۰] نے ۶۵۸ھ/ ۱۲۶۰ء میں **طبقات ناصری** لکھ کر دھلی کے مملوک فرمانروا سلطان ناصر الدین محمود کے نام معنون کی جو تیئیس طبقات پر مشتمل ہے۔ برصغیر کی تاریخ کے پیش نظر یہ کتاب سلطنت غزنوی (۳۸۲-۳۵۱ھ)، عہد غوری (۵۴۳-۶۱۲ھ) اور خاندان غلاماں (۶۰۲-۶۸۹ھ) کے حالات و واقعات کا بنیادی مآخذ ہے۔ اگرچہ ہیئت کے اعتبار سے یہ عمومی تاریخ ہے مگر اپنی ہمعصر **تاریخ جہانکشائے جوینی** اور قریب العصر **تاریخ یمینی** کے برعکس اسکا اسلوب نگارش سادہ اور پختہ ہے۔ یہ کتاب سلطان ناصر الدین محمود دوم (۶۴۴-۶۶۴ھ) کے پندرھویں سال تخت نشینی (۶۵۸ھ/۱۲۵۹ء) کے حالات و واقعات پر اختتام پذیر ہوتی ہے جسکے باعث اسکی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ میجر ڈبلیو این لی نے خادم حسین کے تعاون سے اس کتاب کی تصحیح و تدوین کرکے کلکتہ سے ۱۸۶۴ء میں طبع کروائی[۳۱]۔ میجر ایچ جی راورٹی نے اسکا انگریزی ترجمہ کیا جو ۱۸۷۳ء میں کلکتہ سے شائع ہوا[۳۲] ۔

تاریخی مثنویاں امیر خسرو

قرون وسطی کے مسلم عہد کے عظیم دانشور امیر خسرو[۳۳] نے یوں تو نظم و نثر میں متعدد کتابیں رقم کیں مگر یہاں صرف پانچ تاریخ ساز مثنویوں

کا تذکرہ کیا جاتا ھے جو عہد سلطنت کی تاریخ سے تعلق رکھتی ہیں-

۱- قران السعدین : امیر خسرو نے اپنی معروف مثنوی قران السعدین ۶۸۸ھ/۱۲۸۹ء میں مملوک شاھیه کے آخری فرمانروا سلطان معز الدین کیقباد (۸۸۶-۸۸۸ھ) کی خواہش پر لکھی جسکا بنیادی مضمون سلطان کیقباد اور اسکے باپ ناصر الدین بغرا خان حاکم بنگال کے درمیان تاریخی ملاقات کو بیان کرنا ھے- یہ مثنوی لکھنؤ سے طبع ہوئی[۳۴] -

۲- مفتاح الفتوح : امیر خسرو نے مفتاح الفتوح[۳۵] ۶۹۰ھ/۱۲۹۱ء میں لکھی- یہ مثنوی خاندان خلجی (۶۸۹-۷۲۰ھ) کے ابتدائی عہد کی تاریخ کا بنیادی مآخذ ہے جس میں اس خاندان کے بانی سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی (۶۸۹-۶۹۵ھ) کی چار فتوحات - اول ملک چھجو حاکم کڑہ کی سرکشی، دوم الپ غازی کی سرزنی، سوم مہم رنتھمبور میں کامیابی، چہارم فتح اجین کا ذکر ھے- شیخ عبدالرشید نے اسکی تدوین کرکے ۱۹۵٤ء میں علی گڑھ سے طبع کرایا[۳۶] -

۳- دول رانی خضر خان[۳۷] : اس مثنوی کا دوسرا نام عشقیه بھی ھے- یہ امیر خسرو نے ۷۱۵ھ/۱۳۱۵ء میں سلطان علاء الدین خلجی کے بڑے بیٹے شہزادہ خضر خان کی خواہش پر لکھی جسکا نفس مضمون شہزادہ خضر خان اور والئی گجرات راجہ کرن کی بیٹی دیول دیوی کی داستان عشق ھے- تاریخی اعتبار سے سلطان علاء الدین خلجی کے آخری ایام میں ملک کافور کی سازشوں سے واقف ھونے کا بھی اہم مآخذ ھے- احمد سلیم نے اسکی ادارت کرکے ۱۹۱۷ء میں علی گڑھ سے طبع کرائی[۳۸] -

٤- نه سپہر : امیر خسرو کی چوتھی مثنوی نه سپہر[۳۹] ھے جو ۷۱۸ھ/۱۳۱۸ء میں مکمل ھوئی اور جو چار ہزار پانچ سو نو اشعار کا مجموعه ھے- یہ تاریخی مثنوی سلطنت خلجی کے آخری سلطان قطب الدین مبارک خلجی (۷۱٦-۷۲۰ھ) کے عہد کے پہلے تین سالوں اور اس کے دربار

کے متعلق انتہائی مفید تاریخی معلومات بہم پہنچاتی ہے- وحید مرزا نے ۱۹۵۰ء میں اسکی تدوین کرکے کلکتہ سے طباعت کرائی[۴۰] -

۵- تغلق نامہ : مثنوی تغلق نامہ، امیر خسرو کی آخری پانچویں مثنوی ہے جو انھوں نے اپنی وفات ۷۲۵ھ/۱۳۲۵ء سے کچھ عرصہ قبل سلطان غیاث الدین تغلق کی فرمائش پر لکھی- اس مثنوی میں سلطان قطب الدین مبارک شاہ کے قتل، خسرو خان کی مختصر بادشاہی اور اسکے ظلم و ستم اور سلطان غیاث الدین کی فتح و تخت نشینی کے حالات کو نظم کیا گیا ہے- مثنوی کا ایک نسخہ مولوی رشید احمد کو حبیب گنج کی لائبریری میں ملا جسکو سید ہاشمی فرید آبادی نے ایک مبسوط دیباچے کے ساتھ ۱۹۳۳ء/۱۳۵۱ھ میں شائع کیا[۴۱] -

خزائن الفتوح

امیر خسرو کی اہم تاریخی تصنیف خزائن الفتوح کا دوسرا نام تاریخ علائی[۴۲] بھی ہے جو ۷۱۱ھ/۱۳۱۱ء میں لکھی گئی- اس میں سلطان علاء الدین محمد شاہ خلجی کی تخت نشینی ۶۹۵ھ/۱۲۹۵ء سے لے کر ۷۱۱ھ/۱۳۱۱ء تک یعنی سترہ سالہ عہد حکومت کے واقعات کا تذکرہ ہے- امیر خسرو کی یہ مشہور تاریخ دراصل خلجیوں کے علائی دور کے حالات و واقعات کا اہم مآخذ ہے- اس کتاب کی اشاعت ۱۹۲۷ء میں علی گڑھ سے ہوئی[۴۳] -

فتوح السلاطین

فتوح السلاطین جسکا نام شاہنامہ ہند[۴۴] بھی ہے ، کو عہد سلطنت میں لکھی جانے والی منظوم تاریخی تصانیف میں ایک اہم حیثیت حاصل ہے اسے خواجہ عبدالملک عصامی نے ۷۵۰ھ/۱۳۵۰ء میں رقم کیا اور یہ غزنوی خاندان کے فرمانروا سلطان محمود غزنوی (۳۸۷-۴۲۱ھ) سے لے

کر سلطان محمد تغلق (۷۲۵-۷۵۲ھ) کے سال حکومت ۷۵۱ھ/ ۱۳۵۰ء تک کے واقعات پر مبنی ہے[45] - مصنف کا نام خواجہ عبدالملک اور عصامی تخلص تھا جو ۱۳۱۱ء میں پیدا ہوا- بقول خود اسکا ایک بزرگ فخر الملک عصامی خلیفہ بغداد کا وزیر تھا جو بعض وجوہ کی بنا پر ملتان میں آکر آباد ہوگیا اور وہاں سے کچھ عرصہ بعد شمس الدین التمش کے زمانے میں چند ہمراہیوں کے ساتھ دہلی چلا گیا جہاں التمش نے اسکی پذیرائی کی اور اسے اپنا وزیر بنا لیا[46] - اسی فخر الملک کا پوتا اعزالدین مصنف کا دادا تھا- عصامی نے سولہ برس کی عمر میں اپنے دادا کے ہمراہ سلطان تغلق کے حکم پر دہلی سے دولت آباد ہجرت کی اور وہاں چوبیس برس قیام کیا- اسی دوران دکن کے پہلے بہمنی فرمانروا سلطان علاء الدین حسن ابوالمظفر بہمنی سے ملاقات ہوئی جسکے ایما پر فتوح السلاطین لکھی اور اسی کے نام سے منسوب کی- اس کتاب کی اشاعت آگرہ سے ۱۹۳۸ء میں اور مدراس سے ۱۹۴۸ء میں ہوئی[47] -

انشائے ماہرو

انشائے ماہرو ان ۱۳۳ خطوط کا مجموعہ ہے جو سلطان فیروز شاہ تغلق کی ہدایت کئے مطابق عین الملک ملتانی[48] نے تحریر کئے- یہ سلطان محمد بن تغلق اور سلطان فیروز شاہ تغلق کے عہد کے واقعات پر روشنی ڈالتے ہیں- عین الملک ملتانی خلجی اور تغلق عہد کا ایک مدبر اور دانشور درباری تھا- انشائے ماہرو کا قلمی نسخہ ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال کے کتب خانے میں محفوظ ہے- شیخ عبدالرشید نے اس کے فارسی متن کی تدوین کرکے ۱۹۶۳ء میں لاہور سے طبع کرایا[49] -

تاریخ فیروز شاہی

ضیاالدین برنی[50] نے ۷۵۸ھ/۱۳۵۹ء میں تاریخ فیروز شاہی لکھی جس میں برصغیر میں عہد غلاماں کے سلطان غیاث الدین بلبن کی تخت

نشینی ٦٦٤ھ/١٢٤٦ء سے لے کر عہد تغلق کے سلطان فیروز شاہ تغلق کے ساتویں سال جلوس (۷۵۸ھ/۱۳۵۹ء) تک کے حالات قلمبند کئے ہیں- چونکہ یہ تاریخ سلطان فیروز شاہ تغلق کے عہد میں لکھی گئی لہذا سلطان فیروز شاہ کے نام ہی معنون کی گئی- اس کتاب کا اسلوب تحریر سادہ اور سلیس ہے اور یہ عہد سلاطین کا اہم مآخذ ہے- متاخرین تاریخ نویسوں، نظام الدین احمد بدایونی اور فرشتہ نے اس کتاب کو اپنا بنیادی مآخذ بنا کر اپنی تواریخ رقم کیں-

اس کتاب کے فارسی متن کو سرسید احمد خان نے کلکتہ سے ۱۸٦۲ء میں طبع کروایا- اسکے بعد ڈبلیو این لی اور مولوی کبیر الدین نے کلکتہ سے ۱۸۹۰ء میں اور پھر شیخ عبدالرشید نے علی گڑھ سے ١٩٥٤ء میں چھپوایا- ڈاکٹر ایس معین الحق نے اس کتاب کا اردو ترجمہ مرکزی اردو بورڈ لاہور سے ۱۹٦۹ء میں شائع کروایا[۵۱] -

سیرت فیروز شاہی

سیرت فیروز شاہی کسی گمنام مصنف نے سلطان فیروز شاہ تغلق (۷۵۲-۷۹۰ھ) کے ایما پر سلطان کے بیسویں سال جلوس (۷۷۲ھ/۱۳۷۰ء) میں لکھی تھی جو چار حصوں پر مشتمل ہے- حصہ اول میں سلطان کی مہمات خاص طور پر جام نگر کی مہم کا تذکرہ، حصہ دوم میں سلطان کی سخاوت و انصاف، مختلف مسلم فرقے، رفاہ عامہ کے کام، اصلاحات اور ارشادات سلطان کی تفصیل، حصہ سوم میں سلطان کی کرامات، عباسی خلفاء کے ساتھ تعلقات اور سلطان کی قانونی حیثیت اور حصہ چہارم میں سلطان کی علم نجوم و طب پر مہارت کا ذکر ہے- اس کتاب کا اسلوب نگارش مرصع و مسجع ہے قلمی نسخہ بانکی پور لائبریری میں موجود ہے[۵۲] -

فتوحات فیروز شاہی

سلطان فیروز شاہ تغلق[۵۳] نے یہ کتاب خود لکھی- اگرچہ اس نہایت

مختصر کتاب کا نام "فتوحات" ھے لیکن اس میں کسی لڑائی یا جنگ کا تذکرہ نہیں بلکہ سلطان نے نظم و نسق، حقوق العباد اور رفاہ عامہ سے متعلق اپنے کارناموں کا ذکر کیا ھے- اس کتاب کے فارسی متن کو شیخ عبدالرشید نے مرتب کرکے علی گڑھ سے طبع کروایا[٥٤] -

تاریخ فیروز شاہی

شمس الدین بن سراج الدین عفیف[٥٥] نے ٨٠١ھ/١٣٩٩ء میں تاریخ فیروز شاہی لکھی جو فیروز شاہ تغلق کے عہد کی عمومی تاریخ ھے اور سلطان کی مکمل سوانح عمری اور قابل اعتماد تذکرہ بھی ھے کیونکہ عفیف چالیس برس تک اسکے دربار اور درباریوں کی صحبت میں رہا- کتاب کا انداز بیاں افسانوی طرز کا ھے اور اسلوب نگارش نہ سادہ ھے اور نہ ہی پرتکلف ھے- فارسی متن مولوی ولایت حسین نے مرتب کیا جو کلکتہ سے شائع ہوا[٥٦] -

تاریخ مبارک شاہی

یحی بن احمد بن عبداللہ سرہندی[٥٧] نے اس کتاب کو ٨٣٨ھ/١٣١٩ء میں سپرد قلم کرکے سادات خاندان (٨١٧-٨٥٥ھ) کے معروف فرمانروا معزالدین ابوالفتح مبارک شاہ بن سید خضر خان کے نام منسوب کی- تاریخ مبارک شاہی سلطان شہاب الدین غوری (٥٦٩ھ) سے لے کر عہد سادات کے سلطان محمد شاہ کے عہد (٨٣٨ھ) تک کے پورے اسلامی عہد کا احاطہ کرتی ھے- اس کتاب کے اسلوب نگارش کی پختگی، آیات و احادیث، عربی و فارسی ضرب الامثال اور اشعار و محاورات کے برمحل اور مناسب استعمال سے اندازہ ھوتا ھے کہ سرہندی اعلی درجے کا عالم اور انشا پرداز تھا- ہدایت حسین کا تصحیح شدہ فارسی متن رائل ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال کے زیر اہتمام ١٩٣١ء میں کلکتہ سے طبع ھوا- کے کے باسو نے اسکا انگریزی ترجمہ کیا[٥٨]-

عہد سلاطین میں تین تاریخ دانوں نے عربی میں برصغیر کی تاریخ لکھی جنکا تعلق، گو ہندوستان سے نہیں تھا مگر وہ دنیائے اسلام کے معروف علماء تھے- اول شیخ ابوالحسن بن علی بن ابو الکرم محمد بن الشیبانی المعروف بہ ابن الاثیر جنہوں نے ۱۲۳۰ء میں **الکامل فی التاریخ** لکھی[۵۹]، جس میں جزوی طور پر غوریوں کے عروج اور ہندوستان پر حملے اور منگول یلغاروں کو بیان کیا گیا- دوم نامور سیاح ابن بطوطہ جنہوں نے اپنا **سفرنامہ عجائب الاسفار**[۶۰] لکھا جس میں برصغیر کی تاریخ و جغرافیہ کے علاوہ سلطان محمد بن تغلق کے حالات و واقعات قلمبند کئے- سوم شہاب الدین ابن فضل اللہ العمری نے **مسالک الابصار فی ممالک الامصار** لکھی[۶۱] جس میں سلطان محمد بن تغلق کے عہد کے واقعات اور ہندوستان کی بعض جگہوں کے جغرافیہ کو بیان کیا گیا-

عہد سلاطین ہی میں وسط ایشیا اور ایران کے دانشوروں نے بھی اپنی فارسی تواریخ میں جزوی طور پر برصغیر کی سیاسی تاریخ کو بیان کیا- یہ فارسی کتب درج ذیل ہیں:-

۱- علاء الدین ملک المعروف عطا ملک جوینی ، **تاریخ جہانگشا**: یہ کتاب جوینی نے ۱۲۶۰ء میں لکھی[۶۲] جس میں جلال الدین خوارزم شاہ کی جلاوطنی کی روئیداد اور ہندوستانی سرحدی علاقوں میں شاہ کے قیام کا تذکرہ ہے-

۲- عبداللہ بن فضل اللہ شیرازی، **تاریخ وصاف**: یہ کتاب ۱۳۰۰ء میں لکھی گئی[۶۳] جس میں منگولوں کے ہندوستان پر حملوں اور سفارتی تعلقات پر روشنی ڈالی گئی ہے-

۳- ابو سلیمان داؤد ابو الفضل بن محمد بیناگیتی، **تاریخ بیناگیتی**: مصنف نے ۱۳۱۷ء میں **تاریخ بیناگیتی** لکھ کر منگول ایرانی حکمران سلطان ابوسعید کے نام معنون کی[۶۴] - اس میں جزوی طور پر ایران و

ہند کے مابین تعلقات پر بھی بحث کی گئی ہے-

٤- رشید الدین، جامع التواریخ: رشید الدین فضل اللہ نے یہ کتاب ۱۳۱۰ء میں تحریر کی[٦٥] جس میں منگول حاکم غازان خان کے سلطنت دھلی کے ساتھ سفارتی تعلقات کو بیان کیا گیا ہے-

٥- حمد اللہ مستوفی، تاریخ گزیدہ: یہ کتاب ۷۳۰ھ/۱۳۲۹ء میں لکھی گئی[٦٦] جسکے تیسرے اور چوتھے حصے میں عربوں کے ہندوستانی ساحل پر حملوں اور غزنوی و غوری عہد کی تاریخ کو زیر تحریر لایا گیا-

٦- شرف الدین یزدی، ظفر نامہ: یزدی نے یہ تاریخ ١٤٢٤ء میں قلمبند کی[٦٧] جس میں ہندوستان پر امیر تیمور کے حملے کا تفصیل کے ساتھ تذکرہ کیا گیا ہے-

عہد سلاطین کے زوال کے بعد جب برصغیر میں مغل حکومت قائم ہوئی تو اس عہد میں بھی فارسی تواریخ رقم کی گئیں- جن میں قابل ذکر حسب ذیل ہیں:-

١- ظہیر الدین محمد بابر، تزک بابری[٦٨]: برصغیر میں مسلم مغل حکومت کے بانی ظہیر الدین بابر کی یادداشتیں ہیں جن میں ہندوستان کی تاریخ اور جغرافیہ بیان کیا گیا ہے-

٢- عبدالقادر بدایونی، منتخب التواریخ[٦٩]: ملا عبدالقادر بدایونی کی برصغیر کی عمومی تاریخ جس میں سبکتگین سے ١٥٩٥ء تک کے واقعات بیان کئے ہیں-

٣- محمد قاسم ہندو شاہ استر آبادی، تاریخ فرشتہ[٧٠]: اسکا دوسرا نام گلشن ابراہیمی ہے جو برصغیر کی عمومی تاریخ ہے-

٤- عباس سروانی، تاریخ شیر شاہی[٧١]: بنیادی طور پر سوری خاندان کی تاریخ ہے مگر لودھی سلاطین کی حکومت کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے-

۵- امیر تیمور، **ملفوظات تیموری**[۷۲]: وسط ایشیا کے حکمران امیر تیمور کی یادداشتیں ہیں جن میں ہندوستانی حملے کی تفصیل ملتی ہے-

۶- نظام الدین بخشی، **طبقات اکبری**[۷۳]: نظام الدین بخشی کی عمومی تاریخ ہندوستان ہے جس میں عہد غزنوی سے ۱۵۹۳ء تک کے حالات بیان کئے گئے ہیں-

۷- عبداللہ، **تاریخ داؤدی**[۷۴]: اس تاریخ میں لودھی حکمرانوں کے حالات قلمبند کئے گئے ہیں-

۸- ملا احمد تھٹوی، **تاریخ الفی**[۷۵]: مغل حکمران اکبر کے ایما پر لکھی گئی ہے جس میں ابتدائے اسلام سے اکبر کے زمانے تک کی تاریخ کا بیان ہے-

۹- شیخ رزق اللہ مشتاقی، **واقعات مشتاقی**[۷۶]: اس تاریخ میں لودھی حکمرانوں کے حالات و واقعات ملتے ہیں-

۱۰- **خلاصۃ التواریخ**[۷۷]: اس میں غزنوی عہد حکومت سے سلاطین دھلی کے ایک فرمانروا ناصر الدین محمود تک کی تاریخ ہے جس کو سبحان رائے نے رقم کیا ہے-

مذکورہ بالا کتب اس امر کی نشاندہی کرتی ہیں کہ مغل بادشاہوں نے اپنی یادداشتوں میں عہد سلاطین کے واقعات قلمبند کئے اور پھر اپنے عہد کے معروف تاریخ نویسوں کو عہد سلاطین کی سیاسی تاریخ کو سپرد قلم کرنے کی ترغیب دی- ثانوی مآخذ ہونے کے باوجود یہ تاریخی شہ پارے برصغیر میں مسلم عہد حکومت کی عظیم الشان تاریخ کے مفید اور بنیادی مآخذ ہیں جو موجودہ عہد کے محقق کو مستند مواد فراہم کرتے ہیں تاکہ وہ تاریخ کے گم گشتہ گوشوں کو اجاگر کرسکے-

عہد سلاطین کی تاریخ نویسی کے فارسی مآخذ کے اس تحقیقی

جائزے سے ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ برصغیر میں عہد سلاطین کی فارسی تواریخ یہاں کے مسلمانوں کی عظمت گزشتہ اور شوکت رفتہ کی زندہ گواہ ہیں جنکی موجودگی میں مسلمانان ہند و پاک اپنی ملی تاریخ کے درخشاں اور تابناک چہرے سے انگریز اور ہندو مورخین کی متعصبانہ اور جانبدارانہ تواریخ میں اڑائے ہوئے گرد و غبار کو صاف کرسکتے ہیں، جس سے وہ برسوں سے اٹی پڑی ھیں اور یوں اپنے شاندار ماضی کی بازیافت سے نہ صرف اپنا قومی تشخص ابھار سکتے ہیں بلکہ اس برصغیر میں ایک بار پھر وہی تاریخ ساز کردار ادا کرسکتے ہیں جسکی بدولت انکے آباو اجداد نے دیکھتے ہی دیکھتے بزور شمشیر واقعات و حوادث کا دھارا اپنے حق میں موڑ کر یہاں کی تاریخ و سیاست کا رخ بدل کر رکھ دیا تھا- انھی فارسی تواریخ کے مطالعہ سے ہم اپنے اسلاف کی اسلامی تہذیب و تمدن کی جھلکیاں بھی ملاحظہ کرسکتے ہیں جنھوں نے برصغیر میں ہندی تہذیب کو مات کرکے اپنی برتری قائم کی- بلاشبہ عہد سلاطین کی فارسی تاریخ نویسی کے مآخذ وہ عظیم بنیادی دستاویزات ہیں جن پر آئندہ تاریخ دان اپنی تاریخ نویسی کی عمارت تعمیر کرکے تاریخ کے قاری کے لئے روشنی کا مینار ثابت ہوسکتے ہیں-

حوالہ جات

١- منہاج الدین سراج، طبقات ناصری، مطبوعہ کلکتہ، ١٨٦٤ء، ص ١٤٠- بہ تصحیح و مقابلہ و تحشیہ و تعلیق، عبدالحی حبیبی، کابل، ١٣٢٢ھ، جلد اول، ص ٤٠٣

٢- ایضاً

٣- Thomas Carlyle, *Hero-worship and the Heroic in History*, London, 1945, p. 27

٤- مقدمہ ابن خلدون (اردو ترجمہ) مولانا سعید حسن خان یوسفی، کراچی، س، ن، ج۱،ص ٥٠ - علم تاریخ ایک معزز و بلند پایہ فائدوں والا اور شریف غرض و غایت والا فن ھے- کیونکہ یہ ہمیں گزشتہ اقوام کے اخلاق و احوال بتاتا ھے- مقدمہ ابن خلدون (ترجمہ) مولانا راغب رحمانی دھلوی، حصہ اول، کراچی، ١٩٧٠ء، ص ١٧٣

۵- S.M. Jaffar, *History of History*, Peshawar, 1961, p.2

۶- هیروڈوٹس ۴۹۰ ق م میں یونان قدیم کے شہر ہالیکارناس میں پیدا ہوا- بحوالہ تاریخ هردوت (فارسی ترجمه) از ڈاکٹر هادی هدایتی، تهران، ص ۶

۷- Franz Rosenthal, *A History of Muslim Historiography*, Leiden, 1968, p. 14

۸- محمد تقی بہار، سبک شناسی، تہران، ج ۱، ص. ۱۶۰-

۹- عبدالحسین زرین کوب، نقد و بررسی درباب مآخذ تاریخ بعد از اسلام، تہران، ص، ۱-

۱۰- یہ عمومی تاریخ عالم ہے جسکا اسلوب نگارش سادہ اور سلیس ہے-

۱۱- یہ تاریخ نہ صرف علم تاریخ بلکہ فن تاریخ نویسی کے اعتبار سے بھی بہترین نمونوں میں شمار ہوتی ہے-

۱۲- یہ عمومی تاریخ عالم ہے جس میں ایران کی تاریخ ابتدائے آفرنیش سے عہد سلطان سنجر سلجوقی (۵۲۰ھ) تک بیان کی گئی ہے-

۱۳- یہ کتاب سلجوقی دور کے مستند ترین منابع میں شمار ہوتی ہے-

۱۴- سلاجقہ کے بارے میں ایک مشہور تاریخ ہے-

۱۵- تاریخ عتبی کا فارسی ترجمہ ابو الشرف ناصح جر فادقانی نے ۶۰۲ھ میں کیا جو سلطان محمود غزنوی کے عہد سلطنت کے وقایع و حوادث پر مشتمل ہے-

۱۶- ایرانی دانشور ایران پر تاتاری حملے (۶۱۶ھ) سے لے کر ہلاکو خان کے ہاتھوں سقوط بغداد (۶۵۶ھ) تک کے درمیانی عرصے میں بھاگ کر برصغیر ہند میں پناہ گزیں ہوئے-

۱۷- طبقات ناصری (فارسی متن)، حوالہ سابقہ، ص ۱۷۰-

۱۸- ایضاً، ص ۲۰۸-

۱۹- ایضاً، ص ۱۳۲-

۲۰- ضیا الدین برنی، تاریخ فیروز شاہی، مطبوعہ کلکتہ، ۱۸۶۲ء، ص ۱۰۹- شہزادہ محمد، سلطان غیاث الدین تغلق کا بیٹا تھا جسکو شیر خان کی وفات کے بعد ملتان کا حاکم مقرر کیا گیا-

۲۱- میر خوند اور ابو الفضل نے صدر الدین محمد بن حسن نظامی لکھا ہے- بحوالہ Elliot & Dowson, *The History of India as Told by its own Historians*, Vol. III, Lahore, 1976, p. 207

بقول حمداللہ مستوفی، وہ چہار مقالہ کے مصنف نظامی عروضی سمر قندی کا بیٹا تھا- حمد اللہ مستوفی، حوالہ سابقہ، ص ۸۲۶-

۲۲- K.A. Nizami, *On History and Historians of Medieval India*, New Delhi, 1983, p.59

۲۳- ایضاً، ص ۲۰۹- جب شہاب الدین نے ترائن کی جنگ میں کامیابی حاصل کی تو نظامی نے اس کتاب کو لکھنا شروع کیا۔

۲٤- حسن نظامی، تاج المآثر (قلمی نسخہ)، بودلین لائبریری-آکسفورڈ، ۱۳۱۰ھ،
اردو دائرہ معارف اسلامیہ، زیر اہتمام دانش گاہ پنجاب لاہور ۱۹۸۹ء، طبع اول، جلد ۲۲ ص ۳۷۷

۲۵- راقم نے دونوں کتب خانوں میں قلمی نسخوں کا مطالعہ کیا ہے-

۲٦- K.A. Nizami, *Supplement to Elliot and Dowson's History of India*, Vol. II, Delhi, 1980, p.61.

غزنین کے مشہور عالم ابوالحسن مصور کے فرزند تھے، لاہور اور غزنین کے بیشتر علماء انکے والد کے شاگرد تھے-

۲۷- محمد بن منصور بن سعید ملقب به مبارک شاہ معروف به فخر مدبر، آداب الحرب والشجاعه، بتصحیح و اہتمام، احمدسہیلے خوانساری، ۳٤٦ھ، تہران-

۲۸- بحوالہ ایلیٹ، ج ۲، ص ۱۵۵-

۲۹- بحوالہ نظامی، ج ۲ ، ص ۱۹-

۳۰- منہاج الدین کے والد سراج الدین کو سلطان محمد غوری نے ۵۸۲ھ/۱۱۸٦ء میں ہندوستانی فوج کا قاضی مقرر کیا تھا- منہاج ۵۸۹ھ/۱۱۹۳ء میں غور میں پیدا ہوا- منہاج کا والد ۵۱۹ھ/۱۱۹٤ء میں سلطان بہاء الدین سام کی دعوت پر بنیان اور ترکستان چلا گیا جہاں کے علاقے کا قاضی مقرر ہوا- ٦۲٤ھ /۱۱۲۷ء میں منہاج الدین غور سے سندھ، اوچ اور ملتان پہنچا اور فیروزیہ کالج اوچ کا سربراہ مقرر ہوا- سلطان ناصر الدین قباچہ کی وفات کے بعد سلطان التمش سے ملاقات کر کے اسکے دربار میں پہنچا- ٦٤۲ھ میں ناصریہ کالج کا پرنسپل مقرر ہوا-
تفصیل ملاحظہ ہو، ایلیٹ ، ج ۲ ، ص ٦۰ - ۱۵۹-

۳۱- منہاج، حوالہ سابقہ

۳۲- ایضاً، (انگریزی ترجمہ) ایچ ، بی ،راورٹی ، کلکتہ، ۱۸۰۷ء

۳۳- امیر خسرو اپنی وفات ۱۳۲۳ء تک سلاطین دہلی کے عہد میں مختلف عہدوں پر فائز رہا-

۳٤- امیر خسرو ، (مثنوی) قران السعدین ، مطبع نولکشور، علی گڑھ ، ۱۹۱۸ء ، لکھنؤ ، ۱۹۲۷ء

۳۵- یہ مختصر سی تاریخی مثنوی خسرو کے دیوان غرۃ الکمال، کا حصہ ہے-

۳۶- امیر خسرو، (مثنوی) مفتاح الفتوح، (مرتبہ) عبدالرشید، علی گڑھ ، ۱۹۵٤ء
۳۷- اصل نام دیول رانی ھے لیکن خسرو کہتے ہیں کہ میں نے اسے دول (دولت کی جمع) بنا دیا ھے- مثنوی دولرانی، خضر خان، (مرتبہ) رشید احمد، حاکم انصاری، علی گڑھ، ۱۹۱۷ھ، ص ٤٤-
۳۸- ایضاً
۳۹- امیر خسرو، مثنوی نہ سپہر، مخطوطہ، مملوکہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاھور، ورق ٤۱ - ب
٤۰- امیر خسرو، مثنوی نہ سپہر، مرتبہ ایم وحید مرزا ، اسلامک ریسرچ سوسائٹی ، کلکتہ ۱۹۵۰ء -
٤۱- امیر خسرو ، تغلق نامہ ، دیباچہ سید ہاشمی فرید آبادی ، حیدر آباد (دکن) ۱۹۳۳ء -
٤۲- بحوالہ ایلیٹ، ج ۳ ، ص ٦۷ -
٤۳- امیر خسرو ، خزائن الفتوح (مرتبہ) سید معین الحق، علی گڑھ ، ۱۹۲۷ء
٤٤- عصامی ، فتوح السلاطین (مرتبہ) آغا مہدی حسین، آگرہ، ۱۹۳۸ء ص ٦۰۸-٦۱۰-
٤۵ - خلیق نظامی ، حوالہ سابقہ، ص ٦۳
٤٦- P. Hardy, *Historians of Medieval India*, London, 1966, p. 97
٤۷- آغا مہدی حسین ، حوالہ سابقہ ، ایم عشا ، مدراس ، ۱۹٤۸ء
٤۸- عین الدین عبداللہ بن ماہرو سلاطین خلجی اور تغلق کے عہد میں اہم عہدوں پر فائز رہا- سلطان فیروز شاہ نے ۱۳۵۲ء میں اسکو مشرف مقرر کیا اور پھر بعد میں بنگال کا اقطاع دار بنا دیا-
٤۹- انشائے ماہرو ، مرتبہ شیخ عبدالرشید ، لاھور ، ۱۹٦۵ء -
۵۰- ضیاالدین برنی ٦۸٤ھ میں بلند شہر (برن) میں پیدا ہوا- تاریخ فیروز شاہی- (اردو ترجمہ) ایس معین الحق، کراچی، ۱۹٦۹ء، ص ٤ -
The Encyclopaedia of Islam, New Edition, Vol I, (A-B), Leiden, 1960, pp 1036-7
۵۱- ضیا الدین برنی، تاریخ فیروز شاہی، مرتبہ سرسید احمد خان کلکتہ، ۱۸٦۲ء : ڈبلیو این لی و مولوی کبیر الدین، کلکتہ، ۱۸۹۰ء : شیخ عبدالرشید ، علی گڑھ ، ۱۹۵٤ء (اردو ترجمہ) معین الحق ، لاہور، ۱۹٦۹ء-
۵۲- Anonymous, *Sirat-i-Firoz Shahi*, Ms Bankipur Library (Cat. VIII, 547) Aligarh Muslim University Library (Transcribed copy of Jadunath Sarkar's Collection)

٥٣- فیروز شاہ تغلق ٧٠٩ھ/١٣٠٩ء میں پیدا ہوا- وہ سلطان غیاث الدین تغلق کا بھتیجا تھا-

٥٤- فتوحات فیروز شاہی (مرتبہ) شیخ عبدالرشید ، علی گڑھ ، ١٩٥٤ء -

٥٥- عفیف ٧٥١ھ/١٣٥٠ء میں پیدا ہوا- اسکا باپ کچھ عرصے تک "سب نویس خواصان" رہا اور ایک مدت تک اس نے "دیوان وزارت" میں بھی کام کیا - راورٹی ، حوالہ سابقہ ، ص ، ٤١-

٥٦- شمس سراج عفیف ، تاریخ فیروز شاہی (مرتبہ) مولوی ولایت حسین، کلکتہ ، ١٨٨٩ء - یہ کتاب پانچ قسموں پر مشتمل ہے اور ہر قسم کو مزید اٹھارہ مقدموں میں تقسیم کیا گیا ہے -

٥٧ - اسکا نام یحیی ، باپ کا نام احمد ، دادا کا نام عبداللہ اور آبائی وطن سرہند تھا-

٥٨- یحیی بن احمد بن عبداللہ سرہندی ، تاریخ مبارک شاہی، (مرتبہ) ہدایت حسین، کلکتہ ، ١٩٣١ء، (انگریزی ترجمہ) کے کے باسو ، بڑودہ، ١٩٣٢ء -

٥٩- شیخ ابو الحسن بن علی بن ابو الکرم محمد بن الشیبانی، الکامل فی التاریخ ، قاہرہ، ، ١٣٠١ء -

٦٠- مشہور عرب سیاح ابن بطوطہ، شرف الدین محمد بن عبداللہ بن محمد بن ابراہیم ابو عبداللہ اللواطی الطنجی ٧٠٣ھ/١٣٠٤ء میں طنجہ میں پیدا ہوا اور ٧٧٩ھ/١٣٧٧ء میں مراکش میں وفات پائی- عجائب الاسفار (اردو ترجمہ) ، مولوی محمد حسین ، لاہور ، ١٨٩٨ء-

٦١- شہاب الدین بن فضل اللہ العمری ، مسالک الابصار فی ممالک الامصار، (انگریزی ترجمہ) I.H. Siddiqui and Q.M. Ahmed, *A 14th century Account of India under Muhammad bin Tughlaq*, Aligarh, 1971.
بسعی و اہتمام و تصحیح ، شیخ عبدالرشید، لاہور ، ١٩٦٣ء -

٦٢- عطا ملک جوینی ، تاریخ جہانگشا ، (مرتبہ) مرزا محمد بن عبدالوہاب قزوینی ، لندن ، ١٩١١ء -

٦٣- عبداللہ بن فضل اللہ شیرازی ، تاریخ وصاف ، قلمی نسخہ ، جامعہ پنجاب لاہور، (١١١٥-١٥٤٧)

٦٤- ابو سلیمان داؤد ابو الفضل بن محمد بن فخر بناکیتی ، تاریخ بناکیتی، لندن ، س ن ،

٦٥- رشید الدین ، جامع التواریخ ، (قلمی نسخہ) جامعہ پنجاب لاہور (٢٠٣٥-٥٥٤)

٦٦- حمدالله مستوفی ، تاریخ گزیده ، قلمی نسخه ، جامعه پنجاب لاهور (٤٧ - ٥)

٦٧- مولانا شرف الدین علی یزدی ، ظفر نامه (تصحیح و تعلیقات) مولوی محمد الله داد ، کلکته، ١٨٨٨ء -

٦٨- ظهیر الدین محمد بابر ، ، تزک بابری، ایران ، س ن -

٦٩- عبدالقادر بدایونی، منتخب التواریخ ، (مرتبه) ڈبلیو این لی ، احمد علی، ١٨٨٦-١٩٣٥ء ، کلکته ، ١٩٤٠ء -

٧٠- محمد بن قاسم ہندو شاہ فرشته استر آبادی ، گلشن ابراہیمی یا تاریخ فرشته، مطبوعه نولکشور ، ١٨٨٤ء، بمبئی ، ٢ - ١٨٣١ء -

٧١ - عباس سروانی ، تاریخ شیر شاہی، (قلمی نسخه) ذاتی کتب خانه سر ایچ ایلیٹ

٧٢- امیر تیمور، ملفوظات تیموری، (مرتبه) ابو طالب حسین ، تهران، ١٦٦٢ء -

٧٣- نظام الدین احمد بخشی، طبقات اکبری، (مرتبه) ایم ہدایت حسین، کلکته، ٢٧٠

٧٤- عبدالله خان ، تاریخ داؤدی، (مرتبه) شیخ عبدالرشید، علی گڑھ ، ١٩٥٢ء -

٧٥- ملا احمد تهتوی تاریخ الفی، (قلمی نسخه) مسلم یونیورسٹی علی گڑھ -

٧٦- شیخ رزق الله مشتاقی ، واقعات مشتاقی ، بحواله ایلیٹ ، ج ٤ ، ص ٥٣٥ -

٧٧- سجان رائے بهنڈاری، خلاصة التواریخ ، (مرتبه) ظفر حسین ، دهلی ، ١٩١٨ء -